مولانا عزیز زبیدی

فتاوٰی

مندرجہ ذیل امور میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ بینوا توجروا!

۱۔ کیا التحیات "معراج" کی رات کو پڑھی گئی تھی؟

۲۔ "السلام علیک ایہا النبی" سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حاضر ناظر ہیں، آپ کا کیا خیال ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں، ممنون ہوں گا!

——— کہیں سے "ترجمان الحدیث" مل جاتا ہے، اس میں شائع ہو جائے تو سب کے لئے مفید رہے گا!

(سائل، اے۔ سی، کراچی)

الجواب واللہ اعلم بالصواب:

۱۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب "شب معراج" رب کے حضور پہنچے تو یوں آداب بجا لائے:

"اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ"

حق تعالیٰ نے جواباً فرمایا، یعنی آپ کو خوش آمدید کہا اور استقبال کیا:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ"

رحمتِ عالم ﷺ بولے:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ" (العرف الشذی ص ۳۹۱)

آخر میں فرشتوں نے گواہی دی:

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" (غنیۃ المستملی فی شرح

منیۃ المصلی المعروف بالکبیری ص ۳۱۹)

ابن مالک نے جو روایت نقل کی ہے، اس میں ملائکہ کی بجائے صرف جبریل کا نام لیا ہے:

"فَقَالَ جِبْرِیْلُ اَشْهَدُ . . . الخ" (مرقات ص ۲/۳۳۱)

ابن مالک حنفیؒ (متوفی اواخر ۸۰۰ھ) نے اسے "رُوِیَ" کرکے بیان کیا ہے جو روایت کے ضعف کی نشانی ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری حنفیؒ (ف ۱۳۵۲ھ) نے فیض الباری میں بغیر تبصرہ کے کہا ہے کہ یہ شبِ معراج کا واقعہ ہے:

"کان هذا تحیۃ من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لربہ فی لیلۃ المعراج" (فیض الباری ۲/۳۱۳)

لیکن العرف الشذی میں لکھتے ہیں کہ بعض حنفیوں نے ذکر کیا ہے کہ التحیات آپ نے شبِ معراج میں کہی تھی مگر مجھے اس کی سند نہیں ملی:

"وذکر بعض الاحناف قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی لیلۃ الاسراء التحیات للہ الخ . . . ولکن لم اجد سندا هذہ الروایۃ وذکرہ فی الروض الانف" (العرف الشذی ص ۱۳۹)

اس سے معلوم ہوا اگر شبِ معراج میں یہ واقعہ عقلاً مستبعد نہیں ہے لیکن سنداً ثابت نہیں ہے کیونکہ بے سند ہے۔ اس قسم کے واقعات کے لئے عقلی امکان کافی نہیں ہوتا، بلکہ سند ضروری ہوتی ہے — اذ لیس فلیس "

اصل میں "التحیات" کا اسلوبِ بیان ہی کچھ ایسا ہے، جس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کوئی گفتگو اور معاملہ کی نقل حکایت نہیں ہے بلکہ حاضرین کو سکھاتے ہوئے التحیات کا یہ اسلوب قدرتی ہوگیا تھا۔ پیغمبرِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) سامنے تھے اس لئے خطاب پیدا ہوگیا، حاضرین کو اپنے بارے میں کچھ کہنا تھا، اس میں "متکلم" کا صیغہ اختیار کیا گیا۔ فرشتے اور صلحاء پردۂ غیب میں تھے۔ ان کے لئے وہی انداز اختیار کیا گیا جو ان کے لئے مناسب تھا:

"فعدل عن الغیبۃ الی الخطاب مع ان لفظ الغیبۃ یقتضیہ السیاق لانہ اتباع لفظ الرسول بعینہ حین علم الحاضرین من اصحابہ" (عون الباری لحل ادلۃ البخاری ص ۳۴۹)

اس لئے علامہ طیبیؒ (ف ۷۴۳ھ) فرماتے ہیں: